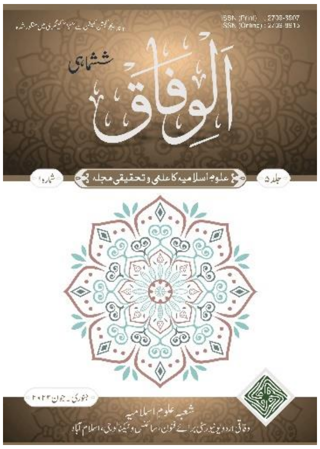

Al-Wifaq Research Journal of Islamic Studies
Volume 5, Issue 1 (January - June 2022)
eISSN: 2709-8915, pISSN: 2709-8907
Journal DOI: https://doi.org/10.55603/alwifaq
Issue Doi: https://doi.org/10.55603/alwifaq.v5i1
Home Page: https://alwifaqjournal.com/
Journal QR Code

Article

واقعہ غرانیق: مفسرین اور اہل سیر کے نقطۂ نگاہ کا تجزیاتی مطالعہ (مستشرقین کے اعتراضات کے تناظر میں)

The Incident of Gharaniq: An Analytical Study of the Views of Quranic Commentators and Seerah Writers (In the Context of Orientalists' Objections)

Indexing

Authors: Dr. Samina Sadia

Affiliations: Sheikh Zaid Islamic Center, University of the Punjab, Lahore.

Published: 30 June 2022

Article DOI: https://doi.org/10.55603/alwifaq.v5i1.u6

QR Code

Citation: Samia Sadia, Dr. *"The Incident of Gharaniq: An Analytical Study of the Views of Quranic Commentators and Seerah Writers (In the Context of Orientalists' Objections)"* Al-Wifaq, June 2022, vol. 5, no. 1, pp. 99–110

Copyright Information:

واقعہ غرانیق: مفسرین اور اہل سیر کے نقطۂ نگاہ کا تجزیاتی مطالعہ (مستشرقین کے اعتراضات کے تناظر میں) The Incident of Gharaniq: An Analytical Study of the Views of Quranic Commentators and Seerah Writers (In the Context of Orientalists' Objections) © 2022 by Dr. Samina Sadia is licensed under CC BY 4.0

Publisher Information: Department of Islamic Studies, Federal Urdu University of Arts Science & Technology, Islamabad, Pakistan.

واقعہ غرانیق: مفسرین اور اہلِ سیر کے نقطۂ نگاہ کا تجزیاتی مطالعہ (مستشرقین کے اعتراضات کے تناظر میں)

The Incident of Gharaniq: An Analytical Study of the Views of Quranic Commentators and Seerah Writers (In the Context of Orientalists' Objections)

ڈاکٹر ثمینہ سعدیہ*

ABSTRACT:

The incident of Gharānīq is one of the most debated topics in the biography of the Holy Prophet, and there is a difference of opinion among the commentators as to its validity. The first narrators of this incident are Ibn Sa'ad and Allāma Ibn e Jarīr Tabrī. Later, many commentators of the Holy Qur'ān and biographers of the Holy Prophet narrated this incident. A group of scholars, while acknowledging the reality of the incident, have offered justifications in this regard. The justification adopted by the majority of earlier and modern scholars is that the praising words for gods were uttered by the devil and not by the Holy Prophet, but the Orientalists have tried to prove that Prophet Hazrat Muhammad (Peace be upon Him) tried to get close to the polytheists of Makkah. In this article, it will be discussed that the majority of scholars have termed this incident as fabricated on the basis of rational and traditional evidence. Many contemporary biographers, such as Allāma Shiblī Naumanī, Muhammad Hussaīn Hekal and Dr. Muhammad Hamidullāh, have given reasoned answers to the objections of Orientalists regarding this incident. This incident contradicts the basic teachings of Islam and the infallibility of prophethood.

KEYWORDS:

Gharānīq, Orientalists, narrators, validity, fabricated, Islam.

واقعہ غرانیق کا شمار سیرت النبی ﷺ کے ان واقعات میں ہوتا ہے جن کے بارے میں مفسرین اور اہلِ سیر کے علماء کی آراء مختلف فیہ رہی ہیں، چنانچہ علماء کی ایک جماعت نے اس قصہ کو موضوع قرار دیا ہے جبکہ ایک جماعت اس کے صحیح ہونے کی قائل ہے۔ محدثین نے اس واقعہ کو نقل نہیں کیا، چنانچہ صحاحِ ستہ میں یہ قصہ موجود نہیں۔ لیکن علامہ زرقانیؒ کے مطابق بعض محدثین نے اس واقعہ کو نقل کیا ہے، ان میں طبری، ابن ابی حاتم، ابن المنذر، ابنِ مردویہ، ابنِ

* اسسٹنٹ پروفیسر، شیخ زاید اسلامک سنٹر، پنجاب یونیورسٹی، لاہور

اسحاق، موسی بن عقبہ اور ابو معشر شامل ہیں۔[1] یہ واقعہ نہ صرف کتبِ سیرت میں مذکور ہے بلکہ مفسرین نے سورۃ نجم کی تفسیر میں اس واقعہ کو بیان کرتے ہوئے اس کے موضوع اور من گھڑت ہونے پر مفصل بحث کی ہے۔ اوّلین سیرت نگاروں میں سے علامہ ابن سعدؒ اور علامہ طبریؒ[2] نے اس واقعہ کو نقل کیا ہے۔ واقعہ کی تفصیل یہ ہے کہ ایک دفعہ آپ ﷺ قریش کی ایک مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ ﷺ پر سورۃ النجم نازل ہوئی۔ آپ ﷺ نے اسے پڑھنا شروع کیا۔ جب آپؐ " اَفَرَءَيۡتُمُ اللّٰتَ وَالۡعُزّٰى ۝ وَمَنٰوةَ الثَّالِثَةَ الۡاُخۡرٰى ۝"[3] پر پہنچے تو یکایک آپ ﷺ کی زبان سے یہ الفاظ جاری ہوگئے۔ "تلک الغرانیق العلی وان شفاعتھن لترتجی" (یہ بلند مرتبہ دیویاں ہیں ان کی شفاعت ضرور متوقع ہے) اس کے بعد آپ ﷺ سورۃ نجم پڑھتے چلے گئے یہاں تک کہ جب اختتام سورۃ پر آپ ﷺ نے سجدہ کیا تو مشرک اور مسلمان سب سجدے میں گر گئے۔ اس بنیاد پر کہ نبی اکرم ﷺ نے ان کے بتوں کے لیے بھلائی کے الفاظ کہے ہیں۔ آپ ﷺ پریشان ہوئے کہ یہ کیا ہوگیا۔ اس پر یہ آیات نازل ہوئیں۔

وَمَاۤ اَرۡسَلۡنَا مِنۡ قَبۡلِكَ مِنۡ رَّسُوۡلٍ وَّلَا نَبِىٍّ اِلَّاۤ اِذَا تَمَنّٰٓى اَلۡقَى الشَّيۡطٰنُ فِىۡۤ اُمۡنِيَّتِهٖ ۚ فَيَنۡسَخُ اللّٰهُ مَا يُلۡقِى الشَّيۡطٰنُ ثُمَّ يُحۡكِمُ اللّٰهُ اٰيٰتِهٖ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيۡمٌ حَكِيۡمٌ ۝[4]

"اور ہم نے تم سے پہلے کوئی رسول اور نبی نہیں بھیجا مگر جب وہ کوئی آرزو کرتا تھا تو شیطان اس کی آرزو میں وسوسہ ڈال دیتا تھا۔"

تمام لوگوں کے درمیان یہ بات پھیل گئی حتیٰ کہ مہاجرینِ حبشہ تک بھی۔ بہت سے مسلمان مکہ واپس آگئے کہ شاید اہلِ مکہ نے اسلام قبول کر لیا ہے۔[5] مستشرقین نے یہ واقعہ نقل کرکے اسے رائی کا پہاڑ بنادیا ہے۔ بقول محمد حسین ھیکل:

"ابنِ سعد اور طبری دونوں نے "طبقات" اور "تاریخ الرسل والملوک" میں علی الترتیب یہ واقعہ نقل کیا ہے۔ دوسرے مسلمان مفسرین اور اربابِ سیر ہی کی مانند اور انہی (مصنفین) سے (مغربی) مستشرقین نے یہ واقعہ نقل کرکے اسے رائی کا پہاڑ بنادیا ہے۔"[6]

ایک اور مقام پر لکھتے ہیں:

"مستشرقین نے ہمارے نادان اور بے مایہ ناز سیرت نویس اور اربابِ تفسیر کی زبان سے یہ روایات لپک لیں اور دل کھول کر حاشیہ آرائیاں فرمائیں۔ لیکن اس فرضی داستان کے معمولی تار و پود بکھیرنے کے لیے معمولی نقص کافی ہے، حالانکہ یہ واقعہ انبیاء کی عصمت کے بھی منافی ہے۔"[7]

مستشرقین کا خیال ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے قریش کے ظلم و ستم سے نجات حاصل کرنے اور ان کا تقرب حاصل کرنے کے لیے یہ آیات پڑھی تھیں۔

واٹ کہتا ہے:

"ہم اس کہانی کو قبول کریں یا نہ کریں۔ ہو سکتا ہے کہ اس میں کچھ سچائی بھی ہو۔ یقینی معلوم ہوتا ہے کہ شیطانی آیات بطور قرآن کے حصہ کے پڑھی جاتی تھیں اور انہیں منسوخ کرتے ہوئے بعد میں دوسری وحی پڑھی گئی۔"[8]

Tor Andrea لکھتا ہے:

"محمد نے یقیناً ایک دفعہ تین دیویوں کو بطور شفاعت کنندہ فرشتے تصور کیا جو کہ سورۃ20، 26، 53 کے بعد میں ہونے والے اضافے سے ظاہر ہے اور آسمانوں میں بہت سے فرشتے ہیں جن کی سفارش کچھ بھی فائدہ نہیں دیتی مگر اس وقت کہ خدا جس کے لیے چاہے اجازت بخشے اور سفارش پسند کرے۔ یہاں محمد دلالت کرتے ہیں کہ دیویاں در حقیقت فرشتے ہیں جنہیں کافروں نے اپنی جہالت کی وجہ سے مونث کا نام دیا ہے۔"[9]

ولیم میور اس واقعہ سے استدلال کرتے ہوئے لکھتا ہے:

"واقعہ غرانیق بایں دلائل صحیح ہے کہ مہاجرین حبشہ جو نجاشی کے ملک میں آسودگی کے ساتھ زندگی بسر کر رہے تھے، اگر انہیں محمد اور قریش کی مصالحت کی خبر نہ ملتی تو وہ حبشہ سے قیام ترک کر کے اپنے عزیزوں میں رہنے کے لیے مکہ واپس نہ آتے۔ نہ (حضرت) محمد (ﷺ) اور قریش کی مصالحت ہی اس صورت کے بغیر ہو سکتی تھی، کیونکہ محمد (ﷺ) کے مقابلہ میں قریش اس قدر طاقتور تھے کہ ان کے حلیف بھی ان کے ظلم و ستم سے محفوظ نہ تھے اور قریش کو صلح کا یہ بہانہ اچھا ہاتھ آ گیا۔"[10]

سر ولیم میور کے اعتراض کے ردّ میں محمد حسین ھیکل کی رائے کا خلاصہ یہ ہے کہ حبشہ سے مسلمانوں کی مراجعت کے در حقیقت دو اسباب تھے، ایک حضرت عمر فاروقؓ کا قبولِ اسلام کہ جس سے اسلام اور مسلمانوں کو تقویت پہنچی، دوم یہ کہ قریشی قبائل کے گھرانوں میں سے متعدد لوگ اسلام قبول کر چکے تھے۔ اس لیے ان میں سے اگر کسی کو بھی قتل کیا گیا تو عصبیت کی بنا پر ان سے وابستہ قبائل انتقام کے لیے اٹھ کھڑے ہوتے، ان حالات میں ان کے لیے سلامتی کی راہ یہی تھی کہ صلح کی کوئی تدبیر اختیار کی جائے۔[11] اکثر علماء مفسرین نے اس واقعہ کی تردید کرتے ہوئے اسے موضوع اور من گھڑت قرار دیا ہے۔ جن علماء نے اس واقعہ کی اصلیت پر بحث کی ہے ان کی توجیہات بھی مستشرقین کے اعتراضات کو لغو اور باطل قرار دیتی ہیں۔ یہ قصہ تفسیر اور سیرت کی کتابوں میں تفصیل کے ساتھ مذکور ہے۔[12] علامہ ابن جریر طبری، ابو بکر جصاص، علامہ زمخشری، علامہ قسطلانی، ابن حجر اور دیگر کئی سیرت نگار اس قصہ کو صحیح مانتے ہیں۔[13] علامہ قسطلانی نے اس قصہ کی مخالفت میں امام رازی کے دلائل نقل کرنے کے بعد لکھا ہے:

"ولیس کذالک بل لها أصل۔ "[14]

"اور ایسا نہیں ہے بلکہ اس قصہ کی کوئی نہ کوئی اصل ضرور ہے۔"

اس کے بعد مؤلف نے اس واقعہ کے تمام طرق اور اسناد ذکر کیے ہیں۔ ابن حجر کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ سعید بن جبیر کے طریق کے سوا باقی جن طریقوں سے یہ روایت آئی ہے وہ یا تو ضعیف ہیں یا منقطع، مگر طریقوں کی کثرت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ اس کی کوئی اصل ضرور ہے۔[15]

واقعہ غرانیق کی جتنی بھی روایات آئی ہیں ان میں یہ الفاظ آئے ہیں۔ "فألقى الشيطان على لسانه"۔ یعنی شیطان نے (یہ الفاظ) آپ ﷺ کی زبان پر جاری کر دیئے۔ مفسرین اس جملہ سے تین معانی مراد لیتے ہیں۔ اوّل یہ کہ یہ الفاظ نبی اکرم ﷺ کی زبان سے سہواً جاری ہو گئے تھے۔[16] دوم یہ کہ یہ الفاظ شیطان نے جبرًا آپ ﷺ کی زبان پر جاری کر دیئے۔[17] سوم یہ کہ یہ الفاظ شیطان نے خود کہے تھے۔ جب آپ ﷺ مناة الثالثة الاخرى کہہ کر رکے تو شیطان نے فورًا یہ الفاظ کہے۔ لوگوں نے سمجھا کہ شاید نبی اکرم ﷺ نے خود یہ الفاظ کہے ہیں۔[18] اکثر مفسرین کا یہی قول ہے۔ علامہ نسفی کی گفتگو کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر یہ کہا جائے کہ یہ الفاظ سہواً اور غفلت سے آپ ﷺ کی زبان پر جاری ہو گئے تو یہ قول مردود ہے۔ اس لیے کہ ایسی غفلت آپ ﷺ پر جائز نہیں ہے۔ اگر جائز ہوتی تو آپ ﷺ کی بات پر اعتماد باطل ہو جاتا۔ جبکہ اللہ تعالی فرماتے ہیں:

لَّا يَأْتِيهِ الْبَاطِلُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهِ ۖ تَنْزِيلٌ مِّنْ حَكِيمٍ حَمِيدٍ ﴿٤٢﴾ [19]

"باطل اس کتاب کے آگے اور پیچھے سے داخل نہیں ہو سکتا۔"

اور فرمایا:

إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ ﴿٩﴾ [20]

"ہم نے قرآن کو نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔"

اور اگر یہ کہا جائے کہ شیطان نے جبراً آپ ﷺ کی زبان پر یہ الفاظ جاری کر دیئے تھے تو یہ بھی ممتنع ہے۔ اس لیے کہ شیطان کو اس بات پر قدرت نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالی کا قول ہے:

إِنَّ عِبَادِي لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطَانٌ [21]

"بے شک میرے بندوں پر تیرا کوئی غلبہ نہیں ہو گا۔"

جب یہ ساری وجوہ باطل ہو گئیں تو اب صرف ایک وجہ باقی رہ گئی وہ یہ کہ یہ الفاظ شیطان نے کہے تھے اور شیطان نبی اکرم ﷺ کے زمانہ میں بولتا تھا۔ جیسا کہ غزوہ احد کے موقع پر اس نے آواز لگائی تھی کہ محمد ﷺ کو قتل کر دیا گیا ہے۔[22] علامہ ابن جریر طبری اور ابن العربی نے بھی یہی تاویل پیش کی ہے۔[23] علامہ قسطلانی نے "المواهب اللدنية" میں

اسی رائے کو اختیار کیا ہے۔[24] عصرِ حاضر کے سیرت نگاروں میں سے علامہ شبلی نعمانی نے یہی رائے اختیار کی ہے، چنانچہ لکھتے ہیں:

"آنحضرت ﷺ نے جب سورۃ النجم کی وہ آیتیں پڑھیں تو کسی شیطان (کافر) نے یہی فقرے آپ کی آواز میں ملا کر پڑھ دیئے ہوں گے۔ دور کے لوگوں (کفار میں سے) کو یہی شبہ ہوا ہو گا کہ آنحضرت ﷺ ہی نے وہ الفاظ ادا کیے، اس واقعہ کا چرچا جب مسلمانوں میں ہوا ہو گا تو لوگوں نے کہا ہو گا کہ کسی شیطان نے آپ ﷺ کی طرف سے وہ فقرے کہہ دیئے ہوں گے۔ اس واقعہ نے روایتوں میں صورت بدل بدل کر یہ صورت اختیار کر لی کہ شیطان نے آپ ﷺ کی زبان سے یہ الفاظ نکلوا دیئے، اور چونکہ عام مسلمان اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ شیطان دوسرے شخص کی زبان سے بول سکتا ہے اس لیے راویوں نے اس روایت کو تسلیم کر لیا۔"[25]

واقعہ غرانیق کو موضوع اور من گھڑت قرار دینے والوں میں علامہ ابن کثیرؒ، علامہ بیہقیؒ، ابن خزیمہؒ، ابن العربیؒ، علامہ شوکانیؒ، امام رازیؒ، علامہ آلوسیؒ، قاضی عیاضؒ، ابن عادل الدمشقیؒ، شنقیطیؒ، ابوالسعودؒ، صدیق حسن قنوجیؒ اور وھبہ الزحیلیؒ شامل ہیں اور دیگر کئی علماء شامل ہیں۔[26] علامہ ابن کثیرؒ کہتے ہیں کہ جتنی سندوں سے یہ قصہ روایت ہوا ہے سب مرسل اور منقطع ہیں۔ مجھے کسی صحیح متصل سند سے یہ نہیں ملا۔[27] قاضی عیاضؒ کہتے ہیں کہ اس کی کمزوری اسی سے ظاہر ہے کہ صحاح ستہ کے مؤلفین میں سے کسی نے بھی اس کو اپنے ہاں نقل نہیں کیا اور نہ یہ کسی صحیح متصل سند اور بے عیب سند کے ساتھ ثقہ راویوں سے منقول ہوا ہے۔[28] علامہ بیضاویؒ کے مطابق یہ قصہ موضوع ہے۔ اور زنادقہ کا وضع کردہ ہے۔[29] کیونکہ امام بخاریؒ نے بھی اس واقعہ کو ذکر کیا ہے مگر اس میں غرانیق کا ذکر نہیں ہے۔[30] علامہ ابنِ ہشامؒ کی "السیرة النبویة" کا شمار سیرتِ نبوی کے اوّلین اور مستند ترین مآخذ میں ہوتا ہے۔ انہوں نے بھی امام بخاریؒ کی طرح صرف اتنا بیان کیا ہے کہ سورۃ النجم کی آیات کی تلاوت کے بعد آپ ﷺ نے سجدہ کیا اور چند کافروں کے سوا تمام جن و انس نے حضور ﷺ کے ساتھ سجدہ کیا۔[31] لیکن روایت کا باقی حصہ جسے بعض سیرت نگاروں اور مفسرین نے نقل کیا ہے، ناقابلِ ذکر ہے۔ جیسا کہ علامہ شبلی نعمانیؒ نے 'سیرت النبی ﷺ' میں ذکر کیا ہے۔[32] علامہ رازیؒ نے اس قصہ کو قرآن، سنّت اور عقلی دلائل کی بنیاد پر موضوع قرار دیا ہے۔ واقعہ غرانیق کے بطلان کے حوالے سے امام رازیؒ کے دلائل کا خلاصہ درج ذیل ہے۔:

اگر یہ کہا جائے کہ شیطان نے آپ ﷺ کی زبان پر الفاظ جاری کروا دیئے تھے تو قرآن کہتا ہے:

اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَکَ عَلَیْهِمْ سُلْطٰنٌ [33]

"بے شک میرے بندوں پر تیرا غلبہ نہیں ہو گا۔"

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۝ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ۝[34]

"وہ نبی اپنی خواہش سے کچھ نہیں کہتا، وہ وہی کہتا ہے جو اس کی طرف وحی کی جاتی ہے۔"

لَّا يَاْتِيْهِ الْبَاطِلُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهٖ[35]

"باطل اس کتاب کے آگے اور پیچھے سے داخل نہیں ہو سکتا۔"

سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنْسٰٓى[36]

"جلد ہی ہم آپ کو پڑھا دیں گے، پھر آپ نہیں بھولیں گے۔"

قُلْ مَا يَكُوْنُ لِيْٓ اَنْ اُبَدِّلَهٗ مِنْ تِلْقَآئِ نَفْسِيْ[37]

"کہہ دو، مجھے اختیار نہیں ہے کہ اسے اپنی طرف سے بدل دوں۔"

سنت کے حوالے سے دلائل دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ابن خزیمہ نے کہا ہے کہ یہ قصہ زنادقہ کا وضع کردہ ہے۔ علامہ بیہقی کے مطابق از روئے نقل یہ قصہ ثابت نہیں ہے۔ نیز یہ کہ بخاری و مسلم کے مؤلفین میں سے کسی نے اس قصہ کو نقل نہیں کیا۔ عقلی دلائل دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

"نبی اکرم ﷺ کی سب سے بڑی کوشش بتوں کی نفی تھی۔ لہٰذا آپ ﷺ ان کے بتوں کی کیسے تعریف کر سکتے تھے۔ نیز یہ کہ اسلام کے ابتدائی زمانہ میں یہ ناممکن تھا کہ آپ ﷺ کعبہ میں اونچی آواز سے قرآن پڑھتے۔ مزید برآں یہ کہ اگر اس قصہ کو تسلیم کر لیا جائے تو شریعت پر سے اعتبار اٹھ جائے۔"[38]

امام رازی ان تمام وجوہات کا تذکرہ کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

"فبهذا الوجوه عرفناه على سبيل الاجمال ان هذه القصة موضوع "[39]

"ان تمام وجوہ کی بناہ پر اجمالی طور پر ہم نے جان لیا کہ یہ قصہ موضوع ہے۔"

عصرِ حاضر میں واقعہ غرانیق کے بارے میں مستشرقین کے اعتراضات کا جواب بہت سے علماءِ مفسرین و سیرت نگاروں نے دیا ہے۔ ڈاکٹر وھبۃ الزحیلی واقعہ غرانیق کے متعلق لکھتے ہیں:

"یہ قصہ غرانیق گھڑا ہوا جھوٹا ہے اسے زنادقہ نے وضع کیا ہے اور سورۃ حج کی یہ آیت بہتان لگانے والوں کے بہتان کو باطل قرار دیتی ہے۔"[40]

محمد عبدالحیؒ لکھنوی نے بھی اس قصہ کے تمام طرق بیان کرنے کے اور اس ضمن میں علماء کی اختلافی آراء بیان کرنے کے بعد اس قول کو ترجیح دی ہے کہ یہ الفاظ آپ ﷺ نے نہیں بلکہ شیطان نے کہے تھے۔[41] مولانا عبد الحق محدث دہلویؒ اس واقعہ کو "ایک جھوٹی افواہ کی حقیقت" کے عنوان کے تحت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"اس میں کوئی شک وشبہ نہیں ہے کہ جو کوئی حضور اکرم ﷺ پر بتوں کی تعظیم کو جائز قرار دیتا ہے وہ کافر ہو جاتا ہے۔ لہذا ہم عقل و نقل سے جانتے ہیں کہ یہ قصہ من گھڑت اور باطل ہے۔"[42]

مفتی محمد شفیع کہتے ہیں:

"یہ واقعہ جمہور محدثین کے نزدیک ثابت نہیں ہے۔ بعض حضرات نے اس کو موضوع، ملحدین و زنادقہ کی ایجاد قرار دیا ہے اور جن حضرات نے اس کو معتبر بھی قرار دیا ہے تو اس کے ظاہری الفاظ سے جو شبہات قرآن وسنت کے قطعی اور یقینی احکام پر عائد ہوتے ہیں ان کے مختلف جوابات دیئے ہیں۔ لیکن اتنی بات بالکل واضح ہے کہ اس آیتِ قرآن کی تفسیر اس واقعہ پر موقوف نہیں۔"[43]

مولانا مودودیؒ واقعہ غرانیق پر تفصیلی بحث کرتے ہوئے اس قصہ کی اندرونی شہادتوں کی بناء پر[44] اسے لغو اور مہمل قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

"کوئی روایت خواہ اس کی سند آفتاب سے بھی زیادہ روشن ہو ایسی صورت میں قابل قبول نہیں ہو سکتی جبکہ اس کا متن اس کے غلط ہونے کی کھلی شہادت دے رہا ہو۔ اور قرآن کے الفاظ، سیاق و سباق، ترتیب ہر چیز اسے قبول کرنے سے انکار کر رہی ہو۔ یہ دلائل تو ایک مشکوک اور بے لاگ محقق کو بھی مطمئن کر دیں گے کہ یہ قصہ غلط ہے۔ رہا مومن تو وہ اسے ہر گز نہیں مان سکتا جبکہ وہ اعلانیہ دیکھ رہا ہے کہ یہ روایت قرآن کی ایک نہیں بلکہ بیسیوں آیات سے ٹکراتی ہے۔"[45]

ڈاکٹر حمید اللہ صاحب واقعہ غرانیق پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"قرآن مجید میں ایک جگہ لات، عزیٰ اور منات تین بتوں کا ذکر ہے اور اس کے بعد بتوں کی بے بسی اور بت پرستی کی برائی کا ذکر ہے۔ قرآن کی تفسیروں میں ایک قصہ مشہور ہے کہ جب آنحضرت ﷺ نے ایک مرتبہ "اَفَرَءَیْتُمُ اللّٰتَ وَ الْعُزّٰی ﴿۱۹﴾ وَ مَنٰوةَ الثَّالِثَةَ الْاُخْرٰی ﴿۲۰﴾" کی آیتیں پڑھیں تو کسی نے قافیہ ملا کر "تلک الغرانیق العلیٰ وان شفاعتهن لترتجي" (یعنی وہ بڑے سردار ہیں اور ان کی سفارش کی توقع کی جاسکتی ہے) کا جملہ گُس دیا اور شہر میں مشہور ہو گیا کہ آنحضرتؐ بتوں کے متعلق اس رعایت کو منظور کرتے ہیں کہ وہ خدا تو نہیں ہیں لیکن وہ خدا کے پاس سفارش کر سکتے ہیں۔ جب آنحضرتؐ کو یہ معلوم ہوا تو آپؐ نے اصل آیتیں پڑھیں اور مکے والوں کو کوئی دھوکہ نہ رہا۔ مگر ابتدائی خبر کا ایک جزو حبشہ پہنچ گیا کہ آنحضرتؐ اور مکے والوں میں صلح ہو گئی ہے۔ مجھے کبھی کبھی گمان ہوتا ہے کہ غرانیق کی آیتیں ممکن ہے آنحضرتؐ نے ہی تلاوت فرمائی ہوں۔ لیکن سوال کے طور پر (یعنی کیا وہ بڑے سردار ہیں اور کیا ان کی سفارش کی توقع کی جاسکتی

ہے؟) بغیر حرف سوال کے سوالیہ آیتیں قرآن مجید میں بکثرت ہیں (مثلاً سورۃ الاعراف آیت 113 میں "إنّ لنا لأجراً") اور جب التباس کا شبہ ہوا تو یہ آیتیں منسوخ ہو گئیں جس طرح قرآن میں ایک اور جگہ بھی ہوا ہے اور نئی آیتیں نازل کی گئی ہیں جیسا کہ بعض مفسروں نے بیان کیا ہے۔"[46]

ڈاکٹر صاحب کے مطابق غرانیق کی آیات نبی کریم ﷺ نے نہیں پڑھیں اور اگر پڑھیں بھی تو سوالیہ طور پر نہ کہ مثبت انداز میں۔ اس سے مستشرقین کے اعتراض کی تردید ہو جاتی ہے کہ آپؐ نے یہ آیات قریش مکہ کا تقرب حاصل کرنے کے لیے پڑھی تھیں اور یہ کہ آپؐ ان کے ظلم و ستم سے تنگ آ چکے تھے۔

نتیجہ بحث

واقعہ غرانیق موضوعاتِ سیرت میں سے ایسا موضوع ہے جس کی صحت و ضعف کے بارے میں اربابِ سیر و مفسرین کے مابین اختلاف پایا جاتا ہے۔ اس واقعہ کے اوّلین راوی ابنِ سعدؒ اور علامہ ابنِ جریر طبریؒ ہیں۔ بعد ازاں متعدد مفسرین اور سیرت نگاروں نے اس واقعہ کو نقل کیا ہے۔ علماء کے ایک گروہ نے واقعہ کی اصلیت کو تسلیم کرتے ہوئے اس ضمن میں توجیہات پیش کی ہیں۔ جس توجیہ کو قدیم و جدید علماء کی اکثریت نے اختیار کیا ہے وہ یہی ہے کہ "تلک الغرانیق العلی و ان شفاعتهن لترتجی" کے الفاظ شیطان نے کہے تھے نہ کہ آپ ﷺ نے، لیکن مستشرقین نے ان الفاظ کو نعوذ باللہ نبی اکرم ﷺ سے منسوب کرتے ہوئے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ آپ ﷺ نے مشرکینِ مکّہ کا تقرّب حاصل کرنے کی کوشش کی۔ علماء کی اکثریت نے اس واقعہ کو عقلی و نقلی شہادتوں کی بنا پر موضوع اور من گھڑت قرار دیا ہے۔ عصرِ حاضر کے کئی سیرت نگاروں مثلاً محمد حسین ھیکل اور ڈاکٹر محمد حمید اللہ نے اس واقعہ کے ضمن میں مستشرقین کے اعتراضات کا مدلّل و مسکت جواب دیا ہے۔ الغرض یہ واقعہ دینِ اسلام کی بنیادی تعلیمات اور عصمتِ نبوّت کے منافی اور موضوع و من گھڑت ہے۔

حواشی و حوالہ جات

1۔ الزرقانی، محمد بن عبد الباقی، شرح العلامہ الزرقانی علی المواھب اللدنیۃ، دار الکتب العلمیۃ بیروت لبنان، 1996م، 2/21-23

2۔ ابنِ سعد، محمد بن سعد الزھری، الطبقات الکبریٰ، دار احیاء التراث العربی بیروت لبنان، ب ت، 1/98؛ الطبری، محمد بن جریر، تاریخ الامم والملوک، تحقیق: عبد أعلی مھنا، موٴسسۃ الأعلمی للمطبوعات، بیروت، لبنان، 1998م، 3/340

3۔ سورۃ النجم: 53/19-20

4۔ سورۃ الحج: 22/52؛ ابن عباس کے مطابق "القی الشیطان فی امنیتہ" کا معنی ہے کہ "فی قرآۃ الرسول وحدیث النبی ﷺ"۔ دیکھیے: عبد اللہ بن عباس، تنویر المقباس من تفسیر ابن عباسؓ، دار الکتب العلمیۃ بیروت لبنان، 1992م، ص354

5۔ الطبری، محمد بن جریر، تاریخ الامم والملوک، تحقیق: عبد أعلی مھنا، موٴسسۃ الأعلمی للمطبوعات بیروت لبنان، 1998م، 2/340

6۔ محمد حسین ھیکل، حیاۃ محمد، دار المعارف قاہرہ، ب ت، 1/ 185

7۔ محمد حسین ھیکل، حیاۃ محمد، 1/ 178، 179

8. Montgomery Watt, *"Muhammad the Prophet and States man"*, Oxford University Press, 1961, p. 161

9. Tor Andrea, *"Mohammad the Man of his Faith"*, Translated by Theophil Menzel, George Allen and Unwin Ltd. 1936, P. 26

10. William Muir, *"The Life of Mahomet"*, Elder & Co. 15 Waterloo Place, London, 1878, p. 88

11۔ محمد حسین ھیکل، حیاۃ محمد، 1/ 188

12۔ الطبری، محمد بن جریر، جامع البیان عن تأویل آی القرآن، دار الفکر بیروت لبنان، 1988م، 10/ 186۔190؛ ابن ابی حاتم، عبد الرحمن بن محمد الرازی، تفسیر القرآن العظیم، تحقیق: أسعد محمد الطیب، مکتبۃ نزار مصطفی الباز مکۃ المکرمۃ، الریاض، 1997م، 8/ 2500-2503؛ السیوطی، عبد الرحمن بن ابی بکر، الدر المنثور فی تفسیر المأثور، دار الکتب العلمیۃ بیروت لبنان، 1990م، 4/ 262-264؛ الزمخشری، محمود بن عمر جار اللہ، الکشاف عن حقائق التنزیل و عیون الأقاویل، دار الفکر للطباعۃ والنشر والتوزیع، ب ت، 3/ 19؛ الواحدی، علی بن احمد، أسباب النزول، دار نشر الکتب الاسلامیۃ، لاہور پاکستان، 1959م، ص 178؛ الجصاص، أحمد بن علی الرازی، أحکام القرآن، تحقیق: محمد الصادق قمحاوی، دار احیاء التراث العربی بیروت لبنان، 1992م، 5/ 187؛ محمود بن أبی الحسن النیسابوری، ایجاز البیان عن معانی القرآن، تحقیق: ڈاکٹر علی بن سلیمان العبید، مکتبۃ التوبہ الریاض، 1997م، 2/ 57؛ السیوطی، عبد الرحمن بن أبی بکر، لباب النقول فی أسباب النزول، مطبعۃ مصطفی البابی الحلبی واولادہ بمصر قاہرہ، 1373ھ/ 1954ء)، ص 152؛ طبری، تاریخ الامم والملوک، 2/ 247؛ ابنِ سعد، الطبقات الکبریٰ، 1/ 98، 99؛ السہیلی، عبد الرحمن بن عبد اللہ، الروض الانف فی تفسیر السیرۃ النبویۃ لابن ہشام، دار الکتب العلمیۃ بیروت لبنان، 1997م، 2/ 154

13۔ طبری، جامع البیان، 10/ 171-186؛ جصاص، احکام القرآن، 5/ 84؛ زمخشری، الکشاف، 3/ 19؛ ابن حجر، احمد بن علی العسقلانی، فتح الباری بشرح صحیح البخاری، تحقیق: عبد العزیز بن عبد اللہ بن باز، المکتبۃ التجاریۃ مصطفی أحمد الباز، 1416ھ/ 1996ء، کتاب التفسیر، تفسیر سورۃ الحج، 8/ 355؛ القسطلانی، أحمد بن محمد، المواہب اللدنیۃ بالمنح المحمدیۃ، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان، 1996ء، 1/ 128

14۔ قسطلانی، المواہب اللدنیۃ، 1/ 128

15۔ ابن حجر، فتح الباری، کتاب التفسیر، تفسیر سورۃ الحج، 8/ 355

16۔ ابن عطیہ الاندلسی، المحرر الوجیز فی تفسیر الکتاب العزیز، تحقیق: عبد السلام عبد الشافی محمد، دار الکتب العلمیۃ بیروت لبنان، 1422ھ/ 2001م، 4/ 129؛ البغوی، حسین بن مسعود، معالم التنزیل، دار الکتب العلمیۃ بیروت لبنان، 1414ھ/ 1993م، 3/ 247؛ زمخشری، الکشاف، 3/ 19؛ النسفی، عبد اللہ بن أحمد، مدارک التنزیل و حقائق التأویل، تحقیق: شیخ زکریا عمیرات، قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی، ب ت، 2/ 120؛ نظام الدین الحسن بن محمد النیسابوری، غرائب القرآن ورغائب الفرقان، دار الکتب العلمیۃ بیروت لبنان، 1416ھ/ 1996م، 5/ 91

17 النسفی، مدارک التنزیل، 2/ 120؛ نظام الدین النیسابوری، غرائب القرآن، 5/ 91

18۔ابن العربی، محمد بن عبد اللہ، أحکام القرآن، تحقیق: محمد عبد القادر عطا، دار الکتب العلمیۃ بیروت لبنان، 1408ھ/1988م، 3/307، 308؛ البغوی، معالم التنزیل، ج3، ص247؛ النسفی، مدارک التنزیل، 2/120؛ انوار التنزیل، 1/447؛ ابو السعود، محمد بن محمد، ارشاد العقل السلیم الی مزایا الکتاب الکریم، دار الکتب العلمیۃ بیروت لبنان، 1419ھ/1999م، 4/390

19۔سورۃ فصلت: 41/42

20۔سورۃ الحجر: 15/9

21۔سورۃ الحجر: 15/42

22۔النسفی، مدارک التنزیل، 2/121

23۔طبری، جامع البیان، 10/190؛ طبری، تاریخ الامم والملوک، 2/247؛ جصاص، احکام القرآن، 3/306، 307

24۔قسطلانی، المواہب اللدنیۃ، 1/132

25۔شبلی نعمانی، علامہ، سیرت النبی ﷺ، ادارۂ اسلامیات لاہور، 2002م، 3/163

26۔ابن کثیر، اسماعیل بن عمر، تفسیر القرآن، دار الضیحاء دمشق، دار السلام ریاض، 1994م، 3/253؛ احکام القرآن (ابن العربی)، 3/302 تا 205؛ الشوکانی، محمد بن علی، فتح القدیر الجامع بین فنی الروایۃ والدرایۃ من علم التفسیر، دار احیاء التراث العربی، 1418ھ/1998م، 3/494، 495؛ الرازی، محمد الرازی فخر الدین، الرازی، مفاتیح الغیب، دار الفکر للطباعۃ والنشر والتوزیع، 1415ھ/1995م، 12/51؛ قاضی عیاض، الشفاء بتعریف حقوقِ مصطفیٰ، تحقیق: علی محمد البجاوی، مطبعۃ عیسی البابی وشرکاہ، قاہرہ، 1398ھ/1977م، 2/750؛ ابن عادل الدمشقی، عمر بن علی، اللباب فی علوم الکتاب، دار الکتب العلمیۃ بیروت لبنان، 1419ھ/1998م، 14/118؛ الشنقیطی، محمد بن الحسین، اضواء البیان فی ایضاح القرآن، دار الفکر اللطباعۃ والنشر والتوزیع، 1415ھ/1995م، 5/288؛ القنوجی، صدیق بن حسن، فتح البیان فی مقاصد القرآن، المکتبۃ العصریۃ، صیدا بیروت، 1412ھ/1992م، 2/69؛ ابو السعود، ارشاد العقل السلیم، 4/390؛ وھبۃ الزحیلی، ڈاکٹر، التفسیر الوسیط، دار الفکر دمشق، سوریہ، 1422ھ 2001م، 2/1657؛ ابن الجوزی، عبد الرحمن بن علی، زاد المسیر فی علم التفسیر، تحقیق: أحمد شمس الدین، دار الکتب العلمیۃ بیروت لبنان، 1414ھ/1994م، 5/322؛ ابو حیان، محمد بن یوسف الاندلسی، البحر المحیط فی التفسیر، دار الفکر للطباعۃ والنشر والتوزیع، 1412ھ/1992م، 7/526؛ الخطیب الشربینی، محمد بن أحمد، المصری، السراج المنیر فی الاعانۃ علی معرفۃ بعض معانی کلام ربنا الحکیم الخبیر، تحقیق: ابراھیم شمس الدین، دار الکتب العلمیۃ بیروت لبنان، 1425ھ/2004م، 2/620؛ الماوردی، علی بن محمد، ابو الحسن، أعلام النبوۃ، مکتبۃ الکلیات الأزھریۃ، ب۔ت، ص70

27۔ابن کثیر، تفسیر القرآن، 3/253

28۔قاضی عیاض، الشفاء، 2/750

29۔بیضاوی، انوار التنزیل، 1/447

30۔بخاری، الجامع الصحیح، کتاب تفسیر القرآن، باب فاسجدوا للہ واعبدوا، 4581

31۔ابن ھشام، عبد الملک، السیرۃ النبویۃ، تحقیق: مصطفی السقا، ابراھیم الأبیاری، عبد الحفیظ شلبی، دار احیاء التراث العربی بیروت لبنان، 1415ھ/1995م، 1/403

32۔شبلی نعمانی، علامہ، سیرت النبی ﷺ، 1/162

33۔ سورۃ الحجر:15/42

34۔ سورۃ النجم:53/3

35۔ سورۃ فصلت:41/42

36۔ سورۃ الاعلیٰ:87/6

37۔ سورۃ یونس:10/15

38۔ رازی، مفاتیح الغیب:12/51

39۔ رازی، مفاتیح الغیب، 12/51

40۔ الزہیلی، التفسیر الوسیط، 2/1657

41۔ محمد عبد الحیٔ لکھنوی، ظفر الامانی فی مختصر الجرجانی، تحقیق: ڈاکٹر تقی الدین ندوی، مرکز الشیخ ابی الحسن علی ندوی للبحوث والدراسات الاسلامیۃ الھند، 1430ھ، ص444۔456

42۔ عبد الحق محدث دہلوی، مدارج النبوۃ، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور، 2005م، 2/62

43۔ مفتی محمد شفیع مولانا، معارف القرآن، ادارۃ المعارف کراچی، پاکستان، 1423ھ/2002م، 6/277

44۔ مولانا مودودی کے مطابق واقعہ غرانیق 5 نبوی میں ہوا جبکہ عتاب والی سورۃ بنی اسرائیل کی آیت نمبر 73، 11 نبوی میں اور سورۃ حج کی آیت نمبر 152 ہجری میں نازل ہوئی ہیں۔ کیا کوئی صاحبِ عقل شخص باور کر سکتا ہے کہ آمیزش کا فعل آج ہو اور عتاب چھ سال بعد اور آمیزش کی تنسیخ کا اعلان 9 سال بعد ہو۔ دیکھئے مودودی، ابو الاعلیٰ سید، تفہیم القرآن، ادارۃ ترجمان القرآن لاہور، 1426ھ/2005م، 3/242

45۔ مودودی، تفہیم القرآن، 3/243، 244

46۔ حمید اللہ، محمد، ڈاکٹر، عہد نبویؐ میں نظام حکمرانی، اردو اکیڈمی سندھ کراچی، 1987م، ص226، 227؛ حمید اللہ، محمد، ڈاکٹر، محمد رسول اللہ ﷺ، مترجم: پروفیسر خالد پرویز، بیکن بکس، لاہور، 2013، ص84

Hamidullah, Dr, Muhammad, *"The Life and Work of the Prophet of Islam"*, Translated by Dr. Mehmood Ahmed Ghazi, Islamic Research Institute, Islamabad, 1988, p. 88